حضرت

اسمٰعیل، اسحٰق اور یعقوب

علیہم السلام

حضرت ابراہیمؑ کے فرزندِ اکبر حضرت اسمٰعیلؑ، فرزندِ اصغر حضرت اسحٰقؑ اور ان کے بیٹے حضرت یعقوبؑ (علیہم السلام) کا ضمنی تذکرہ خود حضرت ابراہیمؑ کے تذکارِ جلیلہ کے ساتھ آچکا ہے۔ ان حضرات کا اس سے زیادہ تفصیلی ذکر قرآنِ کریم میں نہیں۔ قرآنِ کریم ان سب کو اللہ کے برگزیدہ نبی قرار دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے:

وَ اذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ اُولِی الْاَیْدِیْ وَ الْاَبْصَارِ ٥...... وَ اذْكُرْ اِسْمٰعِیْلَ وَ الْیَسَعَ وَ ذَاالْكِفْلِ ؕ وَ كُلٌّ مِّنَ الْاَخْیَارِ ؕ (۳۸/۴۸ — ۴۵)

اور (اے پیغمبرِ اسلام!) ہمارے (نیک بندوں) ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کا ذکر کرو، جو ہاتھوں اور آنکھوں والے تھے (یعنی قوت اور توانائی کے مالک اور حقائق پر نظر رکھنے والے تھے۔ وہ ہر معاملہ میں مستقبل کی زندگی کو پیشِ نظر رکھتے تھے اور اسی بنا پر ہم نے انہیں ایک مخصوص جماعت کے افراد بنا دیا تھا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ وہ لوگ ہمارے حضور میں برگزیدہ اور سب سے اچھے لوگوں میں سے تھے۔ اور (ساتھ ہی) اسمٰعیل، الیسع اور ذاالکفل کو یاد کرو۔ ان میں سے بھی ہر ایک بہت اچھے لوگوں میں سے تھا۔

ان پر جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا تھا اس پر ایمان لانا ہمارے لئے ضروری ہے (اس لئے کہ یہ سب اللہ کے رسول تھے)۔

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَ مَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ

وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى
وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ
وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ (۲/۱۳۶ نیز ۳/۸۳)

(اے پیروانِ دعوتِ قرآنی!) تم کہو، ہمارا طریقہ تو یہ ہے کہ ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور جو ہم پر نازل ہوا ہے اور ان تمام تعلیموں پر ایمان لائے ہیں جو ابراہیم کو اسمٰعیل کو اسحٰق کو، یعقوب اور اولادِ یعقوب کو دی گئی تھیں. نیز ان کتابوں پر جو موسیٰ اور عیسیٰ کو دی گئی تھیں (اور صرف اتنا ہی نہیں، بلکہ) ان تمام تعلیموں پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو دنیا کے تمام نبیوں کو اُن کے پروردگار سے ملی ہیں. ہم ان میں سے کسی ایک کو بھی دوسروں سے جدا نہیں کرتے. ہم خدا کے فرمانبردار ہیں.

یہ بھی ارشاد فرمایا کہ یہ حضرات یہود و نصاریٰ کی گروہ بندیوں کے بانی نہ تھے بلکہ صرف مسلم تھے اور اسلام ہی کی تعلیم دیتے تھے.

اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ
كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ۗ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ۗ وَمَنْ
اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۗ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ
عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ (۲/۱۴۰)

یا پھر تمہارا (یعنی یہود و نصاریٰ کا) دعویٰ یہ ہے کہ ابراہیم، اسمٰعیل، اسحٰق، یعقوب اور اولادِ یعقوب بھی، یہودی اور نصرانی تھے؟ (اگر تم جہل و نادانی کی ایسی بات کہہ سکتے ہو تو افسوس تمہاری عقلوں پر) اے پیغمبر! ان سے کہو، تم زیادہ جاننے والے ہو یا اللہ ہے؟ پھر بتلاؤ اس سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے جس کے پاس اللہ کی ایک شہادت موجود ہو اور وہ اسے چھپائے (اور محض اپنی بات کی پچ کے لئے سچائی کا اعلان نہ کرے؟) یاد رکھو جو کچھ بھی تم کر رہے ہو اللہ اس سے غافل نہیں ہے.

حضرت ابراہیمؑ نے بھی حکم اپنی اولاد کو دیا اور اس کا اعادہ حضرت یعقوبؑ نے فرمایا.

وَ وَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَ يَعْقُوْبُ ۗ...... قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ
وَ اِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۖۚ وَّ

نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ (۱۳۲—۲/۱۳۳)

پھر اسی طریقہ کی ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اور (اس کے پوتے) یعقوب نے اپنی اولاد کو وصیت کی تھی۔ انہوں نے کہا تھا "اے میرے بیٹو! خدا نے تمہارے لئے اس دینِ حقیقی کی راہ پسند فرمالی ہے تو دیکھو! دنیا سے نہ جانا مگر اس حالت میں کہ تم مسلم ہو (یعنی فرمانبردار ہو)۔ پھر کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوب کے سرہانے موت آکھڑی ہوئی تھی اور اس نے اپنے بیٹوں کو وصیت کرتے ہوئے پوچھا تھا "میرے بعد تم کس کی محکومیت اختیار کروگے؟" اور انہوں نے جواب دیا تھا "اسی خدائے واحد کی جس کی تو نے محکومیت اختیار کی ہے اور تیرے بزرگوں ابراہیم، اسمٰعیل اور اسحٰق نے کی ہے اور ہم اس کے حکموں کے فرماں بردار ہیں!"

حضرت اسمٰعیلؑ کے متعلق فرمایا کہ

وَ اذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ اِسْمٰعِیْلَ٘ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَ كَانَ رَسُوْلًا نَّبِیًّا ۝ (۱۹/۵۴)۔

اور (اے پیغمبر!) الکتاب میں (یعنی قرآن میں) اسمٰعیل کا ذکر کر۔ بلاشبہ وہ اپنے قول کا سچا تھا اور (اللہ کا) فرستادہ نبی تھا۔

اِسْمٰعِیْلؑ اسمٰعیل عبرانی لفظ "شماع" (سماع۔ سننا) اور ایل (اللہ) سے مرکب ہے۔ چونکہ آپ کی پیدائش حضرت ابراہیمؑ کی دعاؤں کا نتیجہ تھی اس لئے آپ کا نام "خدا کا سُننا" (اسمٰعیلؑ) رکھا گیا۔ حضرت یعقوبؑ کا لقب اسرائیل (مردِ خدا) تھا۔

چونکہ یہود اور نصاریٰ دونوں کو چڑ ہے کہ جس شارعِ اقدس کے گِلِ سرِ سبد حضور ختمی مرتبت حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہیں اُسے (خاکم بدہن) کسی خیر و برکت کا حامل نہ قرار دیا جاسکے اس لئے ان کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ وہ حضرت اسمٰعیلؑ کو حضرت اسحٰقؑ کے مقابلہ میں بہت گھٹا کر پیش کریں۔ چنانچہ اس ضمن میں ان کی یہ کوشش بھی شامل ہے کہ حضرت اسمٰعیلؑ کے بجائے حضرت اسحٰقؑ کو ذبیح اللہ قرار دیا جائے۔ ایک مسلمان کے ذہن میں اس قسم کی تحقیر و تنکیر (بلکہ ایسے تقابل) کا تصور بھی نہیں آسکتا۔ اس لئے کہ ہمارا ایمان ہے کہ یہ دونوں حضرات اللہ کے برگزیدہ رسول تھے اور لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ قف (۲/۲۸۵) (ہم اللہ کے رسولوں میں کسی میں تفریق نہیں کرتے) لیکن واقعات سے

انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ان حضرات کی ضد نے یہاں تک جرأت پیدا کر دی کہ انہوں نے توریت میں تحریف

"ذبیح اللہ" کون ہے؟

کر کے ذبیح اللہ کے لئے حضرت اسحٰقؑ کا نام تک بھی لکھ دیا لیکن نام بدلتے وقت یہ یاد نہ رہا کہ اس کے تضمنات میں بھی اسی نسبت سے تبدیلی کرنی چاہیئے۔ نتیجہ اس کا یہ ہے کہ جس باب میں یہ واقعہ درج ہے اس میں ایک ایسی چیز باقی رہ گئی جس سے ان کی تحریف بالکل بے نقاب ہو گئی۔ کتاب پیدائش کے بائیسویں باب میں یہ واقعہ درج ہے اور اس کی دوسری آیت میں یہ فقرہ ابھی تک موجود ہے:۔

تب اس نے کہا کہ تو اپنے بیٹے، ہاں اپنے اکلوتے بیٹے کو جسے تو پیار کرتا ہے، اسحٰق کو لے۔ (۲۲/۲)

یہاں یہ بالکل واضح ہے کہ حضرت ابراہیمؑ جس بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے لے گئے تھے وہ اکلوتا (THE ONLY SON) تھا اور خود تورات کا بیان ہے کہ حضرت اسحاقؑ کی پیدائش حضرت اسمٰعیلؑ کے پیدا ہونے کے تیرہ چودہ برس بعد ہوئی۔ اس لئے یہ ظاہر ہے کہ یہ واقعہ اس زمانہ کا ہے جب حضرت ابراہیمؑ کے ہاں صرف ایک ہی بیٹا تھا، یعنی یہ واقعہ حضرت اسحاقؑ کی پیدائش سے پہلے کا ہے اور اس وقت صرف حضرت اسمٰعیلؑ موجود تھے۔ لہٰذا ظاہر ہے کہ کتاب پیدائش کے بائیسویں باب کی دوسری آیت میں حضرت "اسحاق" کا نام بعد کا اضافہ ہے اور اس تحریف کا نتیجہ جو اس کتاب میں کھلے بندوں کی گئی ہے۔

قرآنِ کریم نے یہ بھی بتایا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے سے پوچھا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تمہیں خدا کی راہ میں قربان کر رہا ہوں۔ کہو! تمہارا کیا خیال ہے؟ اس پر بیٹے نے عرض کیا کہ ابا جان! جو کچھ آپ کو اشارہ ملا ہے، بلا تامل اس کی تعمیل کیجئے۔ آپ انشاء اللہ مجھے ثابت قدم پائیں گے۔ اس سے ظاہر ہے کہ بیٹا خود ذبح ہونے کے لئے تیار تھا اور اللہ کی راہ میں اپنی جان کی قربانی بطیبِ خاطر کر رہا تھا۔ لیکن تورات میں ہے:۔

تب اسحاق نے اپنے باپ ابراہام سے کہا کہ اے میرے باپ! اس نے جواب دیا کہ اے میرے بیٹے میں حاضر ہوں۔ اُس نے کہا دیکھ آگ اور لکڑیاں تو ہیں پر سوختنی قربانی کے لئے برّہ کہاں ہے؟ ابراہام نے کہا کہ اے میرے بیٹے! خدا آپ ہی اپنے واسطے سوختنی قربانی کے لئے برّہ کی تدبیر کرے گا۔ سو وہ دونوں ساتھ ساتھ چلے ۵ اور وہ اس مقام پر جس کی بابت خدا نے اس سے کہا تھا پہنچے۔ تب ابراہام نے وہاں ایک قربان گاہ بنائی اور لکڑیاں چنیں اور اپنے بیٹے اسحاق کو

باندھا اور اسے قربان گاہ میں لکڑیوں کے اوپر دھر دیا۔ (پیدائش ۷-۲۲/۹)

یعنی ذبح ہونے والے بیٹے کو علم تک نہ تھا کہ قربانی کس کی دی جائے گی چہ جائے کہ وہ اپنی خوشی سے ذبح ہونے کے لئے آیا ہو اور اس کے پوچھنے پر آپ نے بھی نہیں بتایا کہ کون ذبح ہوگا۔ اس کے بعد تورات میں مذکور ہے کہ :۔

> پھر اس نے کہا کہ تو اپنا ہاتھ لڑکے پر مت بڑھا اور اسے کچھ مت کر کہ اب میں نے جانا کہ تو خدا سے ڈرتا ہے اس لئے کہ تو اپنے بیٹے، ہاں اپنے اکلوتے کو مجھ سے دریغ نہ کیا۔ تب ابراہام نے اپنی آنکھیں اٹھائیں اور اپنے پیچھے ایک مینڈھا دیکھا جس کے سینگ جھاڑی میں اٹکے تھے۔ تب ابراہام نے جا کر اس مینڈھے کو لیا اور اس کو اپنے بیٹے کے بدلے میں سوختنی قربانی کے طور پر چڑھایا۔ اور ابراہام نے اس مقام کا نام یہوواہ یری رکھا۔ چنانچہ یہ آج تک کہا جاتا ہے کہ خداوند کے پہاڑ پر مہیا کیا جائے گا۔
>
> (پیدائش ۱۲-۲۲/۱۴)

دیکھئے یہاں پر اکلوتا بیٹا کہا گیا ہے۔

تورات میں یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت اسحٰقؑ کے بڑے بیٹے عیسو (جو بعد میں ادوم کے نام سے مشہور ہوئے) کی شادی حضرت اسمٰعیلؑ کی صاحبزادی سے ہوئی اور وہ (ادوم) انہیں کے پاس آکر سکونت پذیر ہو گئے۔ حضرت اسمٰعیلؑ کے بارہ بیٹے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بڑی وسعت اور خوشحالی عطا فرما رکھی تھی۔ ان کے قافلے شام اور مصر تک تجارت کرتے تھے۔ فلسطین میں حضرت اسحاقؑ کی اولاد بھی بہت بڑھی اور پھولی۔ تاریخ کے اوراق میں ان دو شاخوں (اسمٰعیلی اور اسرائیلی) کے باہمی مخالفانہ الجھاؤ اور تصادم و تجارب کے واقعات بھی درج ہیں۔

حضرت یعقوبؑ

حضرت اسحاقؑ کے دو بیٹے (عیسو اور یعقوب) توام پیدا ہوئے تھے (پیدائش ۲۶-۲۵/۲۵)۔ ان میں سے عیسو بڑا تھا اور اس زمانہ کے قانون کی رُو سے باپ کی سرداری کا وارث بڑا بیٹا ہوتا تھا۔ تورات میں (حسبِ معمول) ایک عجیب قصہ مذکور ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ حضرت یعقوبؑ نے (معاذ اللہ) ایک چال چل کر اپنے بڑے بھائی سے حقِ وراثت اور اپنے والد (حضرت اسحٰقؑ) سے دعائے برکت حاصل کر لی۔ اس میں لکھا ہے کہ

اور ہوا یوں کہ جب اسحٰق بوڑھا ہوا اور اس کی آنکھیں ایسی دھندلا گئیں کہ وہ دیکھ نہ سکتا تھا تو اس نے اپنے بڑے بیٹے عیسو کو بلایا اور کہا کہ اے میرے بیٹے! وہ بولا دیکھ میں حاضر ہوں ٭ تب اس نے کہا کہ اب دیکھ میں بوڑھا ہوا اور میں اپنے مرنے کا دن نہیں جانتا ٭ سو اب میں تجھ سے منت کرتا ہوں کہ اپنا ہتھیار اور اپنا ترکش اور اپنی کمان لے اور جنگل کو جا اور میرے لئے شکار کر ٭ اور میرے لئے لذیذ کھانا جیسا کہ میں چاہتا ہوں تیار کر اور میرے آگے لا کہ میں کھاؤں. تا کہ میں جی سے اپنے مرنے کے آگے تجھے برکت بخشوں ٭ اور جب اسحٰق اپنے بیٹے عیسو سے باتیں کرتا تھا تب ربقہ نے سُنا اور عیسو جنگل کو گیا تھا کہ شکار مارے اور لے آئے۔

تب ربقہ نے اپنے بیٹے یعقوب سے ہمکلام ہو کے کہا کہ دیکھ میں نے تیرے باپ کی سُنی کہ تیرے بھائی عیسو سے ہمکلام ہو کے کہا ٭ میرے لئے شکار لا اور میرے واسطے لذیذ خوراک تیار کر تا کہ میں کھاؤں اور مرنے سے پیشتر خداوند کے آگے تجھے برکت بخشوں ٭ سو اب اے میرے بیٹے! اس حکم کے موافق جو میں تجھے دیتی ہوں میری بات کو مان ٭ اب گلے میں جا کے وہاں سے بکری کے دو اچھے اچھے بچے میرے پاس لا اور میں تیرے باپ کے لئے ان سے لذیذ کھانا جیسا کہ وہ چاہتا ہے پکواؤں گی ٭ اور تو اسے اپنے باپ کے آگے لائیو تا کہ وہ کھائے اور اپنے مرنے سے پیشتر تجھے برکت بخشے ٭ تب یعقوب نے اپنی ماں ربقہ سے کہا۔ دیکھ میرے بھائی عیسو کے بدن پر بال ہیں اور میرا بدن صاف ہے ٭ شاید میرا باپ مجھے چھوئے اور میں اس پر دغا باز ٹھہروں اور برکت نہیں بلکہ لعنت اپنے اوپر لاؤں ٭ اس کی ماں نے اسے کہا کہ تیری لعنت مجھ پر ہوا اے میرے بیٹے. تو صرف میری بات مان اور جا کے میرے لئے انہیں لا ٭ تب وہ گیا اور انہیں اپنی ماں پاس لے آیا اور اس کی ماں نے لذیذ کھانا جیسا کہ اس کا باپ چاہتا تھا پکوایا ٭ اور ربقہ نے اپنے بڑے بیٹے عیسو کی نفیس پوشاکیں جو گھر میں اس پاس تھیں لیں اور اپنے چھوٹے بیٹے یعقوب کو پہنائیں ٭ اور بکری کے بچوں کی کھال اس کے ہاتھوں اور اس گردن پر جہاں بال نہ تھے لپیٹی ٭ اور وہ لذیذ کھانا اور روٹی جو اُس نے تیار کی تھی اپنے بیٹے یعقوب کے ہاتھ دی۔

٭ تب اس نے اپنے باپ پاس آ کے کہا کہ اے میرے باپ. وہ بولا دیکھ میں یہاں ہوں. تو کون ہے میرے بیٹے ٭ یعقوب اپنے باپ سے بولا کہ میں عیسو ہوں تیرا پلوٹھا (پہلوٹھا). جیسا تو

نے مجھ سے کہا میں نے ویسا ہی کیا۔ اُٹھ بیٹھئے اور میرے شکار میں سے کچھ کھائیے تاکہ تو جی سے مجھے برکت بخشے ۞ تب اسحاق نے اپنے بیٹے سے کہا کہ یہ کیونکر ہُوا کہ تو نے ایسا جلد پایا ہے اے میرے بیٹے؟ وہ بولا اس لئے کہ خداوند تیرا خدا میرے آگے لایا ۞ تب اسحاق نے یعقوب کو کہا اے میرے بیٹے نزدیک آ کہ میں تجھے چھوؤں کہ تو میرا وہی بیٹا عیسو ہے کہ نہیں اور یعقوب اپنے باپ اسحاق کے پاس گیا اور اُس نے اسے چھوکے کہا کہ آواز تو یعقوب کی ہے پر ہاتھ عیسو کے ہیں ۞ اور اس نے اسے نہ پہچانا اس لئے کہ اس کے ہاتھوں پر اس کے بھائی عیسو کے ہاتھوں کی طرح بال تھے سو اُس نے اسے برکت دی ۞ اور کہا کہ تو میرا وہی بیٹا عیسو ہے؟ وہ بولا کہ میں وہی ہوں ۞ تب اُس نے کہا کہ تو کھانا میرے پاس لا کہ میں اپنے بیٹے کے شکار سے کچھ کھاؤں تاکہ جی سے تجھے برکت دوں۔ سو وہ اس پاس لایا اور اس نے کھایا۔ اور وہ اس کے لئے مئے لایا اور اُس نے پی۔ پھر اس کے باپ اسحٰق نے اُسے کہا کہ اے بیٹے! اب نزدیک آ اور مجھے چوم ۞ وہ نزدیک گیا اور اسے چوما۔ تب اس نے اس کے لباس کی باس پائی اور اسے برکت دی اور کہا کہ دیکھ! میرے بیٹے کی ریح اس کھیت کی ریح کی مانند ہے جس میں خداوند نے برکت بخشی ہے ۞ خدا آسمان کی اوس اور زمین کی چکنائی اور اناج اور مئے کی زیادتی تجھے بخشے ۞ قومیں تیری خدمت کریں گروہیں تیرے آگے جھکیں۔ تو اپنے بھائیوں کا سردار ہو اور تیری ماں کے بیٹے تیرے آگے جھکیں۔ ہر ایک جو تجھ پر لعنت کرے ملعون ہو مگر وہ جو تیرے لئے برکت چاہے مبارک ہو۔

۞ اور یوں ہُوا کہ جوں اسحاق یعقوب کو برکت دے چکا اور یعقوب اپنے باپ اسحاق کے حضور سے باہر چلا وہیں (اتنے ہی میں) اس کا بھائی عیسو اپنے شکار سے پھرا ۞ اس نے بھی لذیذ کھانا پکایا تھا اور اُسے اپنے باپ پاس لایا اور اپنے باپ سے کہا کہ میرے باپ اُٹھئے اور اپنے بیٹے کا شکار کھائیے تاکہ آپ جی سے مجھے برکت دیں ۞ اس کے باپ اسحاق نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ وہ بولا کہ میں عیسو تیرا پہلوٹھا بیٹا علیو ہوں ۞ تب اسحاق بشدت کانپا اور بولا وہ کون تھا اور کہاں ہے جو شکار کرکے میرے پاس لایا اور میں نے سب میں سے تھوڑا تھوڑا تیرے آنے کے آگے کھایا اور اسے برکت دی۔ ہاں وہ مبارک ہوگا ۞ عیسو اپنے باپ کی باتیں سنتے ہوئے شدت سے چلّا اٹھا اور پھوٹ پھوٹ کر رویا اور اپنے باپ سے کہا کہ اے میرے باپ! مجھے ہاں مجھے بھی۔

برکت دیجئے۔ وہ بولا تیرا بھائی دغا سے آیا اور تیری برکت لے گیا۔ تب اُس نے کہا کہ کیا اس کا نام یعقوب ٹھیک نہیں؟ کہ اُس نے دوبارہ مجھے اڑنگا مارا۔ اس نے میرے پلوٹھے ہونے کا حق لے لیا اور دیکھو اب اُس نے میری برکت لے لی۔ پھر اس نے کہا کیا تو نے میرے لئے کوئی برکت نہیں رکھ چھوڑی؟ (پیدائش ۱۔ ۳۶/۲۷)

کیا یہ باتیں کسی برگزیدہ انسان کے شایانِ شان ہو سکتی ہیں؟ اللہ کی سچی کتاب اور محرف کتب سابقہ کا فرق قدم قدم پر نمایاں طور پر سامنے آجاتا ہے۔ لیکن مذہبی تعصب عجیب جذبہ ہے کہ انسان کی چشمِ بصیرت پر ہمیشہ پٹی باندھے رکھتا ہے۔

خلاصۂ مبحث چونکہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت لوطؑ ایک ہی سلسلہ کی متصل کڑیاں ہیں اس لئے تسلسلِ بیان کے پیشِ نظر یہی مناسب سمجھا گیا ہے کہ اس داستانِ زریں کا خلاصہ حضرت لوطؑ کے عنوان کے اخیر پر درج کیا جائے۔

اِستدراک سابقہ صفحات پر حضرت ابراہیمؑ کی بُت شکنی کا واقعہ درج ہے۔ سورۃ انبیاء کی جن آیات (۶۲۔۶۳/۲۱) میں وہ واقعہ مذکور ہے، ان کا ایک مفہوم تو وہی ہے جسے وہاں درج کیا گیا ہے لیکن ان کا ایک اور مفہوم بھی ہو سکتا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے پجاریوں سے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ میں تمہارے بتوں کے خلاف کچھ کرنے والا ہوں۔ لہٰذا جب انہوں نے معبد کے ٹوٹے ہوئے بُتوں کو دیکھا تو انہیں اس کے باور کرنے میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا تھا کہ یہ (حضرت) ابراہیمؑ ہی کا کام ہے۔ لیکن وہ چونکہ معاملہ کو آگے بڑھانا اور مجرم کو سخت ترین سزا دینا چاہتے تھے اس لئے ضروری تھا کہ وہ متعین طور پر معلوم کر لیتے کہ بتوں کو خود (حضرت) ابراہیم نے توڑا ہے یا ان کی جماعت کے کسی اور فرد نے۔ اگر انہیں ان کی جماعت کے کسی اور فرد نے توڑا ہو تو اس کے خلاف بُت شکنی کا جُرم عائد ہوگا اور حضرت ابراہیمؑ کے خلاف اسے اس جرم کے ارتکاب پر آمادہ کرنے اور اشتعال دلانے کا جُرم۔ چنانچہ اس کے لئے انہوں نے حضرت ابراہیمؑ سے پوچھا کہ

ءَ اَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ؕ (۲۱/۶۲)

اے ابراہیم! ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ حرکت کیا تُو نے خود کی ہے؟ یا تمہارے متبعین میں سے کسی نے ایسا

کیا ہے) اس صورت میں قوسین کے اندر کے الفاظ کو محذوف ماننا ہوگا۔ اس کے جواب میں حضرت ابراہیمؑ نے کہا کہ یہ کام جماعتِ مومنین کے کسی عام فرد نے نہیں کیا بَلْ فَعَلَهٗ ۚ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا بلکہ ان کے سب سے بڑے (قائد) نے جو یہ (هٰذَا) تمہارے سامنے کھڑا ہے' خود ایسا کیا ہے۔ اس سے حضرت ابراہیمؑ نے سچی بات بیان کر کے پورے جرم کو اپنے اوپر لے لیا اور اپنی جماعت کو اس جرم کے شبہ میں بھی مبتلائے بلا نہ ہونے دیا۔

اس کے ساتھ ہی حضرت ابراہیمؑ نے اُن کے ذہن کا رُخ صحیح سمت کی طرف موڑنے کے لئے کہا کہ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ تم اس امر کی تحقیق ادھر اُدھر سے کیوں کر رہے ہو اور مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو کہ ان بُتوں کے ساتھ یہ کاروائی کس نے کی ہے تم ان بُتوں کو کائنات کے اسرار و رموز تک سے باخبر مانتے ہو تمہارا ایمان یہ ہے کہ یہ انسانوں کے دل کے اندر چھپی ہوئی باتوں سے بھی واقف ہوتے ہیں۔ جب حقیقت یہ ہے تو پھر تم مجھ سے پوچھنے کی بجائے کہ یہ کچھ میں نے کیا ہے یا میری جماعت کے کسی فرد نے تم انہی بُتوں سے کیوں نہیں پوچھتے کہ تم سے یہ کچھ کس نے کیا ہے؟

فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ۝ (۲۱/۶۳)

ان سے پوچھو اگر یہ بول سکتے ہیں تو تمہیں جواب دیں گے اور اصلی مجرم کا پتہ نشان بتا دیں گے۔ (باقی واقعہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے)۔